

سیرت نگاری کا آغاز و ارتقاء اور عصر حاضر میں مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت، ایک تحقیقی مطالعہ

A research study of Beginning and Evolution of Sira and
Its Needs and Importance in present era

Mulazim Khan*

Dr. Manzoor Ahmad**

Abstract

Allah Almighty is the Creator of the entire universe. He created the universe for mankind and created him for His worship. But he lost in the colors of the world and forgot the real creator. Therefore, Allah Almighty sent such persons to guide him whose character was exemplary and model. But the biographies of these personalities, being temporary, flowed in the current of time, So Allah sent such an entity whose biography and pattern of life is universal as well as eternal and everlasting. In order to make the biography of this entity safe and forbidden from distortion, Allah Almighty arranged this with His unseen help until the Day of Judgment. This research article will envisage the following cardinal points. (1) The literal and terminological meaning of Sira (2) The meaning of Sira in the light of Qur'an and Hadith (3) Background , beginning and evolution of sira (4) The need and importance of Sira in modern times as well as the role of Sira in personal and social reform.

Keywords: Qur'an, Sunnah, Aswa-e-Hasana, Sira Nigari, Sira Study, Contemporary, Globalization.

سیرت کا لفظ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے حروف اصلی "س ی ر" ہیں جس کا معنی چلنے پھرنے کے ہیں۔ یعنی اس صیغہ کو چاہے جیسے بھی پھیرا جائے گا اس میں چلنے، پھرنے، جانے اور چکر لگانے کے معانی پائے جائیں گے جیسا کہ اقتباس ذیل سے پتہ چلتا ہے۔ "س ی ر: (سار) من باب باع و (تسیرا) و (مسیرا) أيضا يقال: بارك الله في مسيرك أي في سيرك. و (سارت) الدابة و (سارها) صاحبها يتعدى ويلزم. و (السيرة) الطريقة يقال: (سار) بهم سيرة حسنة. و (التسیر) بالفتح تفعّل من السير. و (سایره) أي جاره (فتسیرا) . وبينهما (مسيرة) يوم. و (سیره) من بلده أخرجه وأجلاه. و (السيارة) القافلة." ¹ (سار باب باع) (بیع بیع) سے ہے۔ اور تسیرا اور مسیرا بھی اسی سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ تیرے (مسیر) چلنے میں برکت دے یعنی مسیر سیر کے معنی میں ہے اور (سار) کا لفظ چلنے اور چلانے دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے (چلا جانور اور چلایا اسے اس کے مالک نے، (یعنی) لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اور السیرۃ کا معنی طریقہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ وہ چلا اچھے طریقے سے اور تسیرا کا لفظ فتح کے ساتھ جیسے تفعّل السیر سے ہے اور سائر ہ تسایر کا معنی روانہ ہوا، اور ان دونوں کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی، اور سیرہ کا معنی ایک شہر سے دوسرے شہر بدر کر دینا، اور السیارہ کا معنی قافلہ کا ہے۔)

* Phd Scholar, Department of Islamic Study & Arabic Gomal University D.I.Khan.

Email: mulazimkhan99@gmail.com

** Assistant Professor, Department of Islamic Study & Arabic Gomal University D.I.Khan.

== *Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization* ===== [50] ==

فلا تغضب من سنة أنت سرتها أول راض سنة من يسيرها

السيرة: الطريقة ، يقال: سار الوالي في رعيته سيرة حسنة، وأحسن السير، وهذا في سير الأولين. (و) السيرة الهيئة وبه فسر قوله تعالى: سنعيدها سيرتها الأولى (طه: 27) - "5 (السيرة كلفظ كسرہ کے ساتھ جس کا معنی السيرة ہے۔ جس کا مطلب ہے ایسا طریقہ جس پر چلا جائے یا جس پر میں چلا۔ خالد بن زہیر کہتا ہے جیسا کہ اسے زخنشری نے منسوب کیا ہے، اور ابن بری کہتا ہے کہ وہ خالد بن اخت ابی ذؤیب ہے۔ "تو ہر گز ایسے طریقہ پر غصہ نہ کر جسے تو نے خود جاری کیا ہے۔ پس جو بندہ کسی طریقہ کو ایجاد کرتا ہے وہ سب سے پہلے اس پر چلنے کی رضامندی ظاہر کرتا ہے۔"۔۔۔۔۔ اور السيرة کا معنی طریقہ ہے کہا جاتا ہے کہ والی نے اپنی رعیت میں ایسا اچھا طریقہ جاری کیا جو طریقوں میں سب سے اچھا تھا اور یہ پہلے لوگوں سے بھی اچھا طریقہ تھا۔ اور السيرة کا ایک معنی ہیئت یا صورت بھی ہے جس کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے قول "سنعيدها سيرتها الأولى" سے کی جاتی ہے جس کا مطلب کہ ہم اسے اپنی پہلی ہیئت پر لٹا دیں گے۔

اس طرح صاحب تاج العروس مزید لکھتا ہے۔ "سير سيرة ، بالكسر: جاء بأحاديث الأوائل أو حدث بها. قال شيخنا: والسيرة النبوية، وكتب السير، مأخوذة من السيرة بمعنى الطريقة، وأدخل فيها الغزوات وغير ذلك. إلحاقاً أو تأويلاً. سار السنة أو السيرة: سلكتها، اتبعها وتقيد بها؟ سار سيرة حسنة: سلك سلوكاً حسناً."6 (سير سيرة كسرہ کے ساتھ پہلوؤں کی خبروں کے بیان کرنے کے لئے آتا ہے یا نہیں (پہلوؤں کی خبروں کو) بیان کرتا ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ اس سے مراد سيرة نبوية اور کتب سیرت ہیں، جو کہ سیرت سے ماخوذ ہیں جس کا معنی طریقہ کے ہوتے ہی جس میں غزوات اور دوسرے قسم کے واقعات الحاق کر کے اور تاویل کر کے شامل کئے جاتے ہیں۔ چلا سنت پر یعنی السيرة پر عمل کیا جب اس طریقہ کی اتباع کی جائے اور اس کو مقید کیا جائے۔ اچھی سیرت پر چلنے کا مطلب ہے کہ اچھے طریقے پر چلنا۔) احمد مختار سیرت کی وضاحت میں مزید لکھتے ہیں۔ "سيرة مفرد: ج سیرات لغیر المصدر وسیر لغیر المصدر۔ (1) مصدر سار/ سار إلى/ سار على/ سار في. (2) طريقة، سنة، سلوك "كان ذا سيرة حسنة (3) حالة، هيئة "سنعيدها سيرتها الأولى (4) تاريخ حياة الإنسان۔

صحيفة أعماله "على طالب الوظيفة أن يكتب سيرته الذاتية- السيرة الشخصية" أحيا سيرته: استعادها وأثنى عليها- السيرة النبوية: تاريخ حياة الرسول صلى الله عليه وسلم، وغزواته وغير ذلك- حسن السيرة: شريف- كتب السيرة: هي كتب دونت فيها السيرة النبوية۔ السيرة الذاتية: (دب) عمل أدبي يقوم فيه مؤلفه بسرد قصة حياته، ويتضمن بالضرورة وصفا مباشراً ودقيقاً لبعض الحوادث التاريخية وملامح الحياة في الفترة التي عاش فيها صاحب السيرة."7 (سيرة مفرد لفظ ہے جس کی جمع سیرات اور سیر آتی ہے جس کا کوئی مصدر نہیں ہے۔) جس کے کئی اعتبار سے معانی ہوتے ہیں مثلاً: (1) مصدر کے لحاظ سے سار/ سار إلى/ سار على/ سار فيه." (2) طریقہ ہے جس کا معنی چلنا ہے (جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں) اچھی سیرت کا مالک ہے۔ (3) سیرت کسی چیز کی حالت کو ظاہر کرتی ہے (جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰؑ سے عصا کے بارے میں فرمان ہے) ہم عنقریب اس کو اپنی اصلی حالت پر لوٹا دیں

گے۔ (4) انسانی زندگی کی تاریخ۔

کسی کے اعمال کا صحیفہ و وظیفہ کے طالب پر لازم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذاتی سیرت کے بارے میں لکھے، یعنی اپنی شخصیت کے کردار کے بارے میں، جو اس کی سیرت (کردار) کو زندہ رکھتا ہے، اس کی اس میں تعریف کی جاتی ہے اور سیرۃ نبویہ سے مراد رسول ﷺ کی زندگی کی تاریخ، غزوات اور اس کے علاوہ جو واقعات بھی ہیں۔ حسن السیرۃ سے مراد اچھی سیرت اور کردار ہے۔ کتب سیرت سے مراد ایسی کتابیں ہیں جو سیرۃ نبویہ کے بارے میں لکھی گئی ہوں۔ السیرۃ الذاتیہ ایک ادبی کام ہے جس میں مؤلف اپنی زندگی کے مقصد کو بیان کرتا ہے جس میں اس کے زندگی سے متعلق تاریخی واقعات اور زندگی کے سوانح کی ضروری باتیں، صفات واضح طور پر اور باریک بینی سے بیان کی گئی ہوں۔ پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین اپن کتاب "اصول سیرت نگاری" میں لفظ سیرت کی لغوی تحقیق کے بعد بطور خلاصہ کلام لکھتا ہے۔ "خلاصہ کلام یہ کہ سیرۃ کا لفظ (1) جانا، روانہ ہونا، چلنا (2) روش، طریقہ (3) شکل و صورت اور ہیئت (4) کردار (5) طرز زندگی، زندگی کے نشیب و فراز (6) عادت (7) قصے، کہانی، سابقہ واقعات (8) اور ایسی سوانح جسے غور و خوض کے ساتھ لکھا و بیان کیا جائے ان سب پر لغو اس کا اطلاق ہوتا ہے۔" 8

قرآن مجید میں لفظ "سیر" اور اس کے صیغہ جات کا استعمال: وتسير الجبال سيرا (الطور: 10) اور چلیں گے پہاڑ چلنا۔ اس آیت میں سیر کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ اور یہی مادہ ہے سیرت کا۔ اور تیسیر سیر اچلنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی قیامت کا دن ایسا دن ہوگا جس دن پہاڑ بھی اللہ کی ہیئت اور خوف سے چلیں گے۔ أولم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم کانوا أشد منهم قوة۔۔۔ الخ (الروم: 9) (کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں پس دیکھیں کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا، جو ان سے طاقت میں سخت تھے۔) أولم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین من قبلہم وکانوا أشد منهم قوة وما کان اللہ لیعجزہ من شیء فی السماوات ولا فی الأرض إنه کان علیما قدیرا (الفاطر: 44) (کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں پس دیکھتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے طاقت میں سخت تھے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو زمین اور آسمان میں کچھ بھی عاجز نہیں کر سکتے کیونکہ بے شک وہ (اللہ) علم والا ہے قدرت والا ہے۔) أولم یسیروا فی الأرض فینظروا کیف کان عاقبة الذین کانوا من قبلہم کانوا ہم أشد منهم قوة وآثارا فی الأرض فأخذہم اللہ بذنوبہم وما کان لہم من اللہ من واق (الغافر: 21) (کیا وہ نہیں چلے پھرے زمین میں پس دیکھتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے طاقت میں سخت تھے اور زمین کے نشانیوں میں بھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑا تو اللہ سے ان کو بچانے والا کوئی نہیں تھا۔) فلما قضی موسیٰ الأجل وسار بأہلہ آنس من جانب الطور نارا قال لأہلہ امکنوا إني آنست نارا لعلی آتیکم منها بخبر أو جذوة من النار - (القصص: 29)

(پس جب موسیٰ کی مدت پوری ہو گئی تو وہ اپنی اہل کو لے کر چلے، تو راستے میں طور پہاڑ کی جانب آگ محسوس کی، تو اپنی بیوی سے کہا کہ ٹھہرو، میں آگ محسوس کر رہا ہوں شاید کہ میں تمہارے پاس کوئی (آگ کی) خبر یا آگ کا انگار لاؤں۔)

قرآن مجید کی جتنی بھی آیات یہاں لکھی گئی ہیں ان میں سیرۃ کے کئی صیغہ جات استعمال ہوئے ہیں۔ ان سب میں چلنے کے معانی پائے جاتے ہیں۔ البتہ لفظ "سیرت" کا معنی ہیئت اور صورت کے ہیں۔

سیر سے صیغہ امر کا استعمال: قل سیروا فی الأرض ثم انظروا کیف کان عاقبة المکذبین (الانعام: 11) آپ ﷺ فرمادیں کہ زمین میں چلو پھرو، پس دیکھو کہ (انبیاء: اللہ کے پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا۔ (قل سیروا فی الأرض فانظروا کیف کان عاقبة الجریمین (النمل: 69) آپ ﷺ فرمادیں کہ زمین میں چلو پھرو، پس دیکھو کہ مجرمین کا کیا حال ہوا۔ (قل سیروا فی الأرض فانظروا کیف بدأ الخلق ثم اللہ ینشئ النشأة الآخرة إن اللہ علی کل شیء قدير (العنکبوت: 20) آپ ﷺ فرمادیں کہ زمین میں چلو پھرو، پس دیکھو کہ اس (اللہ) نے کیسے مخلوق کو پیدا فرمایا اور پھر کیسے ان کو اٹھائے گا اٹھانا، دوسری بار بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (قل سیروا فی الأرض فانظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل کان اکثرهم مشرکین (الروم: 42) آپ ﷺ فرمادیں کہ زمین میں چلو پھرو، پس دیکھو کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو اس سے پہلے تھے اکثر ان میں سے شرک کرنے والے تھے۔ (وجعلنا بینہم و بین القرى التي بارکنا فیہا قری ظاہرة وقدردنا فیہا السیر سیروا فیہا لیالی وأیاما آمنین (سباء: 18) (اور ہم نے بنادیں (یعنی آباد رکھیں) ان کے درمیان اور (شام کی ان) بستیوں کے درمیان (وہ) جو ہم نے برکت کی تھی ان میں کچھ بستیاں (بنادیں جو) سامنے نظر آنے والی تھیں اور ہم نے مقرر کر دی تھیں (منزلیں) ان میں چلنے کی (ہم نے کہا) چلو ان میں راتوں اور دنوں کو امن سے۔)

ان پانچ آیات میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی چلنے پھرنے کے ہیں اور ایک صیغہ سیر استعمال ہوا ہے اس کے معنی بھی چلنے کے ہیں اگر اس کا معنی منزل بھی کیا جائے تو بھی منزل سے مراد چلنے کی ایک مقرر مسافت کے ہوں گے کیونکہ بندہ چل کر ہی منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم اور منتخب تعریفات:

لفظ سیرت کی لغوی تحقیق، مصادر، صیغہ جات اور آثار صحابہ میں اس لفظ کے استعمال سے اس کا لغوی معنی چلنا، پھرنا، چال چلن، اور گھومنا ہیں۔ اصطلاحی و معروف معنی طرز عمل، سنت، طریقہ، معاملہ، اسلام کا صلح و جنگ کا مخصوص طریقہ، اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا رویہ (Behavior) نیز اسلام کا بین الاقوامی قانون اور سیرت بمعنی سوانح عمری کی طرف منتقل ہونا مختلف مراحل میں ہوا جیسا کہشاف اصطلاحات الفنون میں کئی اہل علم کی آراء کے توسط سے لکھا ہے۔ "والسیرۃ ہی اسم من السیر ثم نقلت إلى الطريقة ثم غلبت فی الشرع علی طريقة المسلمین فی المعاملة مع الکافرین والباغین وغیرہما من المستأمنین والمرتدین وأهل الذمة کذا فی البرجندي وجامع الرموز. وفي فتح القدير السیر غلب فی عرف الشرع علی الطريق المأمور به فی غزو الکفار. وفي الکفاية السیر جمع سیرة وهي الطريقة فی الأمور، فی الشرع یختص بسیر النبی علیہ السلام فی المغازی. وفي المنشورالسیر جمع سیرة. وقد یراء بما قطع الطريق، وقد یراء بما السنة فی المعاملات. یقال سار أبو بکر رضی اللہ عنہا بسیرة رسول اللہ صلی اللہ

عليه وسلم. وسميت المغازي سيرا لأن أول أمورها السير إلى الغزو، وأن المراد بها في قولنا كتاب السير سير الإمام ومعاملاته مع الغزاة والأنصار والكفار. " ⁹ (السيرة كلفظ السير سے اسم ہے جو بعد میں طریقہ کے مفہوم میں استعمال ہوتا رہا ہے۔ پھر بعد کی شرعی (اصطلاح) میں اس سے مراد مسلمانوں کا کفار، باغیوں، اور ان دو کے علاوہ امان چاہنے والوں، مرتد ہونے والوں اور اہل ذمہ کے ساتھ معاملات ہیں جیسا کہ برجنہدی اور جامع الرموز میں ہے اور فتح القدیر میں ہے کہ اس سے مراد کفار سے شرعی طریق سے جنگ کرنا مراد ہے اور کفایہ میں ہے کہ السیر سیرہ کی جمع ہے اور اس سے مراد امور (شرعیہ) کا طریقہ ہے، اور شرعی اعتبار سے اس سے مراد جنگوں میں نبی ﷺ کا چلنا مراد ہے اور منشور میں سیرہ کی جمع سیر ہے، جس سے راستے کو طے کرنے کے (معنی) مراد ہوتے ہیں، جس کے ساتھ معاملات میں سنت کا ارادہ اپنایا گیا ہو جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ "سار أبو بكر رضي الله عنها بسيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم." (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ اپنایا) اور پھر بعد میں سیر کا نام مغازی رکھا گیا کیونکہ جہاد و غزوات میں سفر کرنا اور انتقال مکان ہوا کرتا تھا۔ اور اس سے ہماری مراد کتاب السیر ہے یعنی امام اور اس کے معاملات جس میں جنگوں کا ذکر ہو، (جنگوں میں) مددگاروں کا ذکر ہو اور کفار کا ذکر ہو۔)

سیرت کا لغوی مفہوم اگرچہ کسی نیک سرشت انسان کا انفرادی کردار، مزاج، زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ اور اس کی سوانح عمری ہے، لیکن اصطلاح میں اس سے مراد آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی اور اخلاق و عادات کا بیان ہے۔ اس لفظ کا اطلاق سرور کائنات ﷺ کی حیات مبارکہ پر پہلے بھی ہوتا رہا اور اب بھی اس کا اصطلاحی مفہوم یہی ہے۔ ¹⁰

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب "عجالة نافعہ" میں سیرت کی تعریف ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔ "وہ حدیثیں جو ہمارے پیغمبر ﷺ کے وجود با مسعود اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) اور آپ (ﷺ) کے آل عظام سے متعلق ہوں اور سرور کائنات ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے حالات پر مشتمل ہوں۔ وہ "سیر" کے نام سے مشہور ہیں، سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام، سیرت ملا عمر ¹¹ وغیرہ۔ اس موضوع پر اور بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں ¹² سیرت کی اولین کتابیں چونکہ، "مغازی" کہلاتی تھیں، اس لئے سیرت کے معانی میں خصوصیات سے آنحضرت ﷺ کے مغازی کا بیان اور بعد ازاں آپ کی زندگی کے دیگر حالات کا بیان بھی شامل ہو گیا۔ ¹³ سید سلیمان ندوی سیرت النبی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ "پہلی بحث یہ ہے کہ سیرت کا اطلاق کس چیز پر ہوتا ہے؟ محدثین اور ارباب رجال، آنحضرت ﷺ کے خاص غزوات کو "مغازی" اور سیرت "کہتے ہیں۔ چنانچہ ابن اسحاق کی کتاب کو مغازی بھی کہتے ہیں اور سیرت بھی۔ حافظ ابن حجر "فتح الباری" (کتاب المغازی) میں یہ دونوں نام ایک ہی کتاب کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کتب حدیث و فقہ میں بھی "کتاب الجہاد والسير" کے عنوان سے جو باب باندھا جاتا ہے، اس میں سیرت کے لفظ سے غزوات اور جہاد کے احکام ہی مراد ہوتے ہیں۔" ¹⁴ ڈاکٹر سید عبداللہ نے غیر مسلموں سے امن و جنگ کے زمانے کے احکام کو بھی "سیر" قرار دیا ہے۔ ¹⁵ پروفیسر عثمان سیرت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کے حالات زندگی اور اخلاق و عادات بیان کرنے کا نام سیرت ہے۔" ¹⁶

مولانا دریس کاندھلوی لکھتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کی اصل سیرت تو پوری حدیث ہے لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات و سرایا کے حالات و واقعات کے مجموعہ کو سیرت کہتے ہیں۔¹⁷ طبقات ابن سعد کا مصنف حضور کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے معنوں کے لئے سیرۃ کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ جیسا کہ محمد شکیل اپنے پی ایچ ڈی مقالہ "سیرت نگاری کے رجحانات (1857 تا 1978)" میں بحوالہ طبقات ابن سعد لکھتے ہیں۔ "خود ابن سعد: هو لاء اعلم بالسيرة والمغازي من غيرهم"¹⁸ (طبقات 152-213) کہہ کر اس اصطلاح کو حضور ﷺ کے لئے استعمال کرتا ہے۔"¹⁹ یعنی یہ لوگ جن کا ابن سعد اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے سیرت اور مغازی کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اس طرح مستشرقین نے بھی سیرت کے لئے اپنی آراء قائم کی ہیں، جو انتہائی تعصب پر مبنی معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً: جی لیوی ڈیلاویڈ لکھتا ہے۔ "یوں لگتا ہے کہ اول اول رسول ﷺ کی سوانح عمری کے لئے لفظ سیر (جمع کا صیغہ) کا تخصیصی استعمال اس لئے کیا گیا کہ اسلام کے عروج کے زمانے میں عرب پہلوی الاصل "سیر الملوک" سے واقف ہوئے اور انہوں نے بھی تقلید اپنے پیغمبر کے سوانحی واقعات مدون کر کے انہیں "سیر" کا نام دیا"²⁰ یقیناً جی لیوی ڈیلاویڈ کا یہ بیان دوسرے مستشرقین کی طرح تعصب پر مبنی ہے۔ کیونکہ قرون اولیٰ کے مسلم سکالرز نے آپ ﷺ کی زندگی کی تفصیل اللہ تعالیٰ کے فرمان: لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة (الاحزاب: 21) (اللہ تعالیٰ کے رسول کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے) کو مد نظر رکھ کر جمع فرمایا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی سیرت میں مبالغہ آرائی، تصوراتی عشق اور بے جا مدح صرائی کا شائبہ تک نہیں ہے۔ کیونکہ سیرت کا اصل جوہر اسوہ حسنہ ہے جو رسول خدا ﷺ کے ہر قول اور فعل کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ البتہ جب اس لفظ سیرت کے اندر وسعت پیدا ہوئی تو اور حضرات کی سوانح عمری پر بھی اس کا اطلاق کیا گیا۔ مگر حقیقتاً سوانح عمری اور سیرت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ جس کو مختصر لفظوں میں لکھا جاتا ہے۔

سوانح عمری اور سیرت میں فرق: عام حالات میں سوانح نگاری اور سیرت کا ایک ہی زاویہ نگاہ سے مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ یورپ کی نقل کرتے ہوئے مسلمان بھی اس فرق اور پابندی کے روادار نہ رہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ فرماتے ہیں: "آج کی "سیرت" عام سوانح عمری کے مترادف اصطلاح بن گئی ہے۔ دراصل یہ دینی انخطاط کی وجہ سے ہے۔ سیرت کا اطلاق عموماً سیرت رسول پر ہوتا ہے۔"²¹ انبیاء کرام علیہم السلام پیدا نشی معصوم ہوتے ہیں۔ اور یہ خصوصیت عام انسانوں میں نہیں پائی جاتی کیونکہ ان سے غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں، اور گناہ بھی، یہی فرق سیرت اور سوانح عمری میں ہے۔ اس لئے کہ سیرت "نبی" کی حیات مبارکہ ہے اور سوانح عمری "عام انسانوں" کی۔ علامہ شبلی نعمانی سیرت اور سوانح میں واضح فرق محسوس کرتے ہیں جیسا کہ وہ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ "یہ سب انہیں نفوس قدسیہ کا پرتو ہے" دیگر "اور اسباب ایوان تمدن کے نقش و نگار ہیں"²²۔

سوانح عمری: Biography: سوانح عمری سے مراد کسی انسان کی زندگی کے واقعات ہیں جس میں اس کے بچپن کے حالات سے لیکر موت تک کے واقعات مراد لئے جاسکتے ہیں۔ سوانح عمری کسی بھی عام یا خاص انسان کی لکھی جاسکتی ہے۔ سوانح عمری کے لکھنے میں عقیدت و احترام کا ہونا لازمی نہیں ہے۔ سوانح عمری مسلمان کے علاوہ کسی کافر کی بھی ہو سکتی ہے۔ الغرض سوانح عمری سے مراد کسی خاص یا عام انسان

کے حالات زندگی کا تذکرہ ہے۔

سیرت: سیرت میں سوانح عمری بھی داخل ہے یعنی سوانح عمری سیرت کا ایک جزو تو ہو سکتا ہے مگر مکمل سیرت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سیرت کا لفظ اصولی طور پر آنحضرت ﷺ کے حالات کے ساتھ مخصوص ہے۔ سیرت حیات انسانی کے ایک مثالی نمونے کے لئے بولا جاتا ہے۔ ایسا مثالی نمونہ جو غلطی اور خطا سے پاک ہو۔ ایسا نمونہ پیغمبر عربی ﷺ کے سوا کون ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ انسانی اوصاف کی معراج ہیں۔ اس لئے آپ کی سیرت کو برتر اور اعلیٰ یوگرانی کہا جاسکتا ہے۔ نیز سیرت کے معانی، سنت، طریقہ اور مسلک کے ہیں۔ رسول ﷺ کی سیرت کا سب سے بڑا پہلو رسالت ہے اور رسالت کا تعلق پوری انسانیت سے ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے بارے میں یہ فرمان کہ "کان خلقه القرآن"²³ (آپ ﷺ تو سراپا قرآن تھے) اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انک لعلی خلق عظیم۔ (القلم: 4) آپ ﷺ سر تا پا خلق عظیم تھے۔ اور خلق عملی سیرت کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے سیرت نبوی کے دائرہ کار میں صرف چند انسانی تاریخی واقعات ہی نہیں آئیں گے بلکہ پورا قرآن مجید سیرت میں آجائے گا۔ قرآن مجید کی ساری کی ساری ہدایات آئیں گی، جس کو پیغمبر عربی ﷺ کی سیرت کی تھیوری کہنا بے جا نہ ہوگا جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

"لوح بھی تو، قلم بھی تو ترا وجود الکتاب"²⁴

ڈاکٹر غازی اس حوالہ سے فرماتے ہیں کہ "یہ شاعرانہ انداز کا کوئی مبالغہ نہیں ہے ترا وجود الکتاب وہی بات ہے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ آپ سے ایک بار کسی نے پوچھا تھا کہ: اماں جان! رسول ﷺ کے اخلاق کی تفصیل آپ بتا سکتی ہیں؟ آپ (رضی اللہ عنہا) نے جواب فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ پوچھنے والے عرض کیا۔ جی ہاں پڑھا ہے۔ ارشاد ہو "کان خلقه القرآن" آپ ﷺ کے اخلاق عین قرآن تھے۔ لہذا قرآن مجید اگر قرآن صامت یعنی خاموش قرآن ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود گرامی قرآن ناطق ہے۔ اگر قرآن صامت کے عجائب و غرائب لا متناہی ہیں تو قرآن ناطق کے عجائب و غرائب کیسے متناہی ہو سکتے ہیں۔ وہ بھی لا متناہی ہیں۔"²⁵ اس لئے قرآن کے تمام احکام و قوانین اور تمام مخالفین و معاندین کے احوال جو برسرِ پیکار اور عناد تھے، سیرت کے زمرے میں آئیں گے۔ محمد شکیل صدیقی اپنے مقالہ "سیرت نگاری کے رجحانات" میں سیرت کی تعریف اس طرح لکھتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کا عہد اور حیات طیبہ کے تمام واقعات، غزوات، کردار و کارنامے، شمائل و اخلاق، پسند و ناپسند، فرمودات اس سے متعلقہ اقوال، افعال و تقریرات، زمانہ قبل پیدائش و بعد وفات کے واقعات جن کی نسبت و تعلق آنحضرت ﷺ سے وابستہ ہیں "سیرت" کہلاتے ہیں۔"²⁶

الغرض تمام تر اردو عربی لغوی تحقیق اور تعریفات سے سیرت کی ایک جامع تعریف کی جاسکتی ہے، دوسرے لفظوں میں اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ سیرت سے مراد صلح و جنگ میں آپ ﷺ کا انفرادی و اجتماعی طرز عمل، تحب و تعامل صحابہ علی الکتاب والسنہ، آپ ﷺ کی ذات اقدس سے منسلک واقعات قبل النبوة و بعد النبوة، سابقہ صحف انبیاء و سابقہ کتب میں تذکرہ خاتم الانبیاء، معجزات و خصوصیات ذات اقدس محمد رسول اللہ اور مساعی تبلیغ دین متین اول تا آخر نیز اسلام کا گلوبلائزیشن کے اس دور جدید میں عالمگیر سیرت کی ضرورت کی طرف

رہنمائی سب سیرت میں داخل ہیں۔

سیرت نگاری کا پس منظر اور آغاز و ارتقاء:

فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہونے والا آفتاب جب ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا اور اس کی روشنی سے ستارے اور سیارے ٹھمنا شروع ہوئے۔ لیکن جب وہ بھی ایک ایک کر کے غائب ہوتے گئے۔ تو انسانوں کو گمراہی اور ظلمات کے اندھیروں سے بچانے کے لئے اس نور کو ذخیرہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، جس کے لئے اس وقت کی عظیم ہستیاں جن کو لوگ محدثین اور سیرت نگار کہتے ہیں، عملی طور پر سامنے آئیں۔ جنہوں نے اس آفتاب کی ایک ایک کرن کو اپنے دل و دماغ کے آئینوں میں جذب کر لیا۔ روایت حدیث کا سلسلہ عظیم سلسلہ شروع ہوا اور ہر اس شخص کے عکس کو تاریخ نے اپنے آئینے میں محفوظ کر لیا جس کا کچھ بھی تعلق اس آفتاب کی سیرت سے تھا۔ اس کا نام زندہ و تابندہ ہو گیا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی سیرت کے عملی نمونہ تھے۔ ان صحابہ سے تابعین اور تبع تابعین نے سیرت رسول کو اخذ کیا۔ یہ تینوں طبقات سیرت رسول ﷺ کو بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

سیرت نبوی کا سرمایہ دور نبوی ﷺ میں: آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی پہلی اعلیٰ درجے کی دستاویز قرآن مجید ہے۔ دوسرا نمبر احادیث کا آتا ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں سیرت النبی ﷺ کے درج ذیل دستاویزات تحریری شکل میں موجود تھے۔ (1) قرآن مجید (2) حدیثیں جو حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت علی اور حضرت انس (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے قلم بند کیں۔ (3) تحریری احکام اور معاہدات (حدیبیہ وغیرہ) اور فرامین جو آنحضرت ﷺ نے قبائل کے نام بھیجے تھے۔ (4) خطوط جو آنحضرت ﷺ نے سلاطین اور امراء کے نام ارسال فرمائے تھے۔ (5) پندرہ سو صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے نام۔

السيرة النبوية کی تالیف کی ابتداء: آپ ﷺ کی تشریف آوری انسانیت کے لئے ایک احسان عظیم ہے۔ آپ ﷺ بحیثیت نبی کے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی سیرت تمام لوگوں کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابیوں کو سمیٹنے کا زینہ ہے۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کی سیرت کے عملی نمونہ اور چشم دید گواہ تھے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں لوگوں کے اکثر سوالات آپ کے بارے میں ہوتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ کی سیرت کی معلومات کا ذریعہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ لوگ اکثر آپ ﷺ کے بارے میں ان سے سوالات کرتے تھے، مثلاً: بیعت عقبہ کب اور کیسے ہوئی؟ ہجرت حبشہ کب ہوئی؟ کتنے لوگوں نے پہلی اور دوسری ہجرت کی؟ ہجرت حبشہ سے صحابہ کب لوٹے؟ کون کون لوگ اس وقت موجود تھے؟ یہ اور اس قسم کے دوسرے سوالات جو صحابہ سے کئے جاتے تھے اور صحابہ ان کے جوابات دیتے تھے۔ یہ سوالات وجوہات سیرت کی تدوین کا پیش خیمہ ثابت ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیرت کی روایات نقل کرنے والے سیرت نگاروں میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سر فہرست تھے۔ سیرت ابن ہشام کے مقدمہ تحقیق میں اس کی تفصیل کچھ یوں رقم کی گئی ہے۔ "ولما كانت أيام معاوية، أحب أن يدون في التاريخ كتاب---- (تا)---- وابن هشام هو الرجل الذي انتهت إليه سيرة ابن إسحاق، فعرفت به وشاع ذكره بها." 27 (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب برسر

اقتدار آئے تو آپ کو تاریخی کتب سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ نے عبید بن شریہ الجریہی صنعانی کو اس خدمت پر مامور کیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر "كتاب الملوك وأخبار الماضين" تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد علماء اس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے تاریخ کو ایک خاص نکتہ نظر سے دیکھا جس میں تاریخی عمومیت نہیں تھی۔ وہ خاص نکتہ سیرت رسول ﷺ تھا۔ انہوں نے جو کچھ اس بارے میں لکھا جا چکا تھا اس کی چھان بین شروع کی جس کا کچھ بھی آپ ﷺ سے تعلق تھا، ان آثار کو تلاش کر کے باقی رکھنا پسند کرتے تھے۔ (کیونکہ علماء دین اسلام کی ابتداء سے لیکر حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے دور تک قرآن مجید کے ساتھ اختلاط کے خوف سے رکے رہے تھے۔ پس رجال حدیث میدان میں آئے، انہوں نے کتب سیرت مدون کیں۔ ان میں سے حضرت عروہ بن زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہم) جو فقیہ اور محدث تھے سر فہرست ہیں۔ آپ اپنے والد زبیر اور والدہ اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی نسبت کرتے ہوئے بہت سی باتیں اور حدیثیں اسلام کے ابتدائی ایام سے متعلق بیان کرتے تھے۔ اس میدان کے شہ سواروں میں ابن اسحاق، الواقدی، الطبری ایسے لوگ ہیں جنہوں نے آپ سے روایات اخذ کی ہیں۔ اس میں کوئی خاص تخصیص نہیں تھی جس میں ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ اور غزوہ بدر کے واقعات شامل ہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی وفات قرین قیاس سن 92ھ ہے۔ آپ کے بعد ابان بن عثمان بن عفان مدنی (متوفی: 105ھ) کا نام آتا ہے انہوں نے آپ ﷺ کی زندگی کے بارے میں احادیث کو ایک صحیفہ میں جمع فرمایا تھا۔ ان کے بعد وہب بن منبہ الیمینی (متوفی: 110ھ) ہیں۔ آپ نے مغازی پر ایک صحیفہ لکھا تھا جو جرمنی کے شہر البانیا میں دستیاب ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی لوگ ہیں جن کا تعلق دوسری صدی کے پہلے ایک چوتھائی سے آگے نہیں ہے جیسا کہ شریحیل بن سعد (المتوفی: 123ھ) اور ابن شہاب الزہری (المتوفی: 124ھ) عاصم بن عمر بن قتادہ (المتوفی: 120ھ) اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کا زمانہ ان سے تھوڑا سا بعد کا ہے جیسے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم (المتوفی: 135ھ) اور بعض ان میں سے ایسے بھی جن کا زمانہ وفات دوسری صدی کے نصف تک ہے جیسے کہ موسیٰ بن عقبہ (المتوفی: 141ھ) اور محمد بن اسحاق (المتوفی: 151ھ) وغیرہ۔ ان کے بعد کے سیرت نگاروں میں زیادہ لکائی (المتوفی: 183ھ)، واقدی صاحب المغازی (المتوفی: 207ھ)، محمد بن سعد صاحب طبقات (المتوفی: 230ھ) اور ابن ہشام (المتوفی: 213ھ/218ھ) وغیرہ ہیں۔ ابن ہشام وہ ہے جس نے سیرت ابن اسحاق کے ساتھ خصوصی اعتناء فرمایا۔

سیرت کی اصطلاح کا آغاز: انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، لیڈن کے مقالہ نگار جی لیوی ڈیلاویڈا (G. Levi-Dellavida) کی تحقیق کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمری کیلئے لفظ "سیرت" سب سے پہلے ابن ہشام (متوفی 213ھ) نے استعمال کیا۔ اس نے ابن اسحاق (متوفی: 151ھ) کی کتاب المغازی، میں گراں قدر اضافے کر کے اپنی مرتبہ کتاب کو "سیرۃ" کا نام دیا۔ وہ اسے "قال أبو محمد عبد الملك ابن هشام: هذا كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم محمد بن عبد الله بن عبد المطلب، واسم عبد المطلب شيبه بن هاشم، واسم هاشم عمرو." 28 (ابو محمد عبد الملك بن هشام کہتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب کی سیرت پر مبنی ہے عبد المطلب کا نام شیبہ تھا جو ہاشم کا بیٹا تھا اور ہاشم کا نام عمرو تھا) کہہ کر متعارف کراتا ہے،

وسٹنفلڈ (Wustenflod) کے مرتب کردہ مطبوعہ نسخہ کے سرورق پر یہی الفاظ درج ہیں۔ تاہم محقق بات یہ ہے کہ، آنحضرت ﷺ کی حیات کے لئے لفظ "سیرت" کا استعمال اس سے پہلے بھی ملتا ہے۔ ابن سعد (متوفی: 230) نے "طبقات" میں بتایا ہے کہ اس کے استاد و اقدی (متوفی: 207/208) نے اس لفظ کو بالکل اسی مفہوم میں استعمال کیا۔ "من روى السيرة" (اس نے سیرت کو روایت کیا ہے)۔ خود ابن سعد: هؤلاء اعلم بالسيرة والمغازي من غيرهم، کہہ کر اس اصطلاح کو حضور کی حیات مبارکہ کے معنوں میں استعمال کرتا ہے۔²⁹ ڈاکٹر مارسڈن جونز، (Dr. Marsden Jones) و اقدی کی "کتاب المغازی" کے مقدمہ میں لکھتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ لفظ "سیرت" کا سیرت النبی ﷺ کے معنی میں استعمال، ابن ہشام کی ابن اسحاق سے روایت سے قبل بھی ہوا ہے۔ "کتاب الاغانی" کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کا اس خاص معنی میں استعمال محمد بن شہاب الزہری (متوفی: 124ھ) کے زمانہ میں بھی معروف تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اصفہانی نے درج ذیل نص پیش کی ہے۔ مدائنی نے خالد بن عبد اللہ القشیری کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن شہاب نے مجھے خبر دی کہ خالد بن عبد اللہ القشیری نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے انساب کے موضوع پر لکھوں، میں نے ان کے حکم کی تعمیل شروع کر دی اور ابھی خاندان مضر کا نسب نامہ مکمل نہ کر پایا تھا کہ خالد کہنے لگے۔ اسے ختم کرو۔ اللہ اسے اور اس کے اصولوں کو ختم کرے اور میرے لئے "سیرت" کے موضوع پر لکھو۔³⁰ اس طرح جی لیوی ڈیلاویڈا کے نزدیک مسلمانوں نے "سیر الملوک سے متاثر ہو کر اپنے پیغمبر کی سیرت کو مرتب کیا، جسے بعنوان "سیرت کا اصطلاحی مفہوم اور منتخب تعریفات" کے تحت پہلے لکھا گیا ہے۔ یقیناً اس کی یہ بات سراسر غلط ہے اور دوسرے مستشرقین کی طرح مبنی بر تعصب ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں لفظ / اصطلاح سیرت کا استعمال: سیرت کا لفظ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی استعمال کرتے تھے۔ اس سے بھی یہ سارے مفاہیم اخذ کئے جاتے تھے جو اس کے لغوی مفہوم سے مترشح ہوتے ہیں۔ اس میں سے چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔ (1) "حدثنا عبد الله قال: حدثني سريج بن يونس من كتابه، ثنا مروان بن معاوية الفزاري قال: أنا عبد الملك بن سلع الهمداني، عن عبد خير قال: سمعته يقول: قام علي بن أبي المنبر فذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف أبو بكر، فعمل بعمله وسار بسيرته، حتى قبضه الله على ذلك، ثم استخلف عمر فعمل بعمله، وسار بسيرتهما، حتى قبضه الله على ذلك."³¹ (حضرت عبد خیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ کے رسول ﷺ وفات پا گئے تو آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے حضرت ابو بکر نے آپ جیسے کام کئے اور آپ کی سیرت (طیبہ) پر چلے۔ یہاں تک آپ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب کئے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان جیسے کام کئے اور ان دونوں کی سیرت پر چلے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو بھی قبض فرمالیا۔) (2) حدثنا عبد الله، حدثني سفیان بن وکیع، حدثني قبيصة، عن أبي بكر بن عياش، عن عاصم، عن أبي وائل، قال: قلت لعبد الرحمن بن عوف: كيف

بايعتم عثمان وتركتم عليا؟ قال: ما ذنبي؟ قد بدأت بعلي، فقلت: أبايعك على كتاب الله وسنة رسوله، وسيرة أبي بكر وعمر. قال: فقال: فيما استطعت. قال: ثم عرضتها على عثمان، فقبلها.³² (حضرت ابو وائل سے روایت بیان کی جاتی ہے۔ کہ میں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ آپ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی؟ آپ نے فرمایا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ میں اللہ کی کتاب، سنت رسول اور سیرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حسب استطاعت ذمہ داری نبھاؤں گا، پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ بات کی تو انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔) (3) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد کے موقع پر آپ ﷺ کی مدح سرائی فرمائی جس میں بہت سے اشعار شامل تھے ان میں سے ایک شعر میں وہ لفظ سیرت کو آپ ﷺ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ وقال كعب بن مالك في يوم أحد: ----- الحق منطقہ والعدل سيرته ... فمن يجبه إليه ينجم من تبب³³ (آپ ﷺ کی بات حق ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت عدل ہے جس نے آپ ﷺ کی پیروی کی وہ ہلاکت سے نجات پاگیا۔) اس اقتباس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیرت کا لفظ آپ ﷺ کے لئے عام استعمال میں تھا جسے صحابی رسول ﷺ نے اپنی شاعری میں استعمال فرمایا۔

عصر حاضر میں سیرت کی ضرورت و اہمیت نیز شخصی اور معاشرتی اصلاح میں سیرت کا کردار

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔ اب قیامت تک آپ ہی کی سیرت چلے گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ کو چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، زندگی کے حالات میں بے شمار تبدیلیاں آگئی ہیں۔ مغربی جدیدیت نے پوری دنیا میں ایک انقلاب برپا کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے حالات و واقعات کے ہزار ہا تغیرات نے انفرادی و اجتماعی زندگی کے عوامل و مؤثرات اور اس کے تقاضوں کو بدل دیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے علوم و فنون اور نظریات و اکتشافات میں بے حد اضافہ اور ترقی واقع ہو چکی ہے۔ اس لئے ان حالات کے پیش نظر کئی سوالات جدید انسانی ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں کہ جو سیرت طیبہ چودہ سو سال پرانی ہے۔ وہ اس سے قبل کے انسانی ماحول اور حالات و مقتضیات کے مطابق اعلیٰ و اکمل اور قابل عمل تھی مگر آج اس قدر طویل زمانہ بیت جانے کے بعد عصر حاضر میں اس کے مطالعہ کی کیا ضرورت ہے؟ نیز عصر حاضر میں اس کی افادیت کیا ہے؟ اور یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کیا دور جدید کے انسانی تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے یا نہیں؟ کیا سیرت طیبہ اس وقت نمونہ کمال، لائق تقلید اور واجب الاطاعت ہے جیسے چودہ صدیاں پہلے تھی؟ اس وقت ان سوالات کے حوالے سے مطالعہ سیرت کی اہمیت و افادیت کے چند ضروری گوشوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے یہ بات انشاء اللہ کھل کر سامنے آجائے گی کہ سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی انسانیت کے جدید مسائل کا حل ہے۔

مطالعہ سیرت کی دینی ضرورت: اس حوالہ سے ڈاکٹر طاہر القادری کی رائے ذکر کی جاتی ہے۔ "سیرت نبوی ﷺ کی دینی ضرورت و اہمیت کو

سمجھنے کے لئے یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ دین اسلام کی تعلیمات بنیادی طور پر دو چیزوں سے عبارت ہیں۔ قرآن اور سنت، قرآن کلام الہی ہے جو نطق رسول ﷺ سے ثابت ہوا ہے اور سنت کلام الہی کا منشاء و مقتضی ہے جو فعل رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ سودین کا پورا وجود حضور ﷺ کی ذات گرامی اور سیرت مقدسہ سے ثابت اور متحقق ہوا۔³⁴

صداقت و حقانیت کی دلیل سیرت رسول ﷺ: حضور نبی اکرم ﷺ نے جب کفار و مشرکین کو پہلی مرتبہ اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام کی صداقت و حقانیت پر دلیل طلب کی۔ اس پر باری تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ أفلا تعقلون (یونس: 16) (پس میں نے تمہارے اندر اس سے قبل زندگی کا (بھرپور) دور گزارا ہے کیا تم عقل و شعور سے کام نہیں لیتے؟) اس آیت مبارکہ نے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو اسلام کی ابدی صداقت و حقانیت کی دلیل اول اور دلیل اتم قرار دے دیا مراد یہ تھی کہ اے لوگو! اگر میری زندگی اور سیرت کی پاکیزگی اور صداقت کی دلیل تمہارے نزدیک وزنی، معتبر اور ناقابل تردید ہے تو دین اسلام کی دعوت قبول کر لو اور اگر (معاذ اللہ) میری سیرت اور شخصیت میں تمہیں کوئی نقص، عیب یا کجی نظر آتی ہے تو اسلام کی دعوت بھی رد کر دو۔ گویا اسلام کے رد و قبول کے لئے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور حیات طیبہ کو ہی حتمی معیار اور کامل دلیل قرار دیا گیا۔³⁵

قرآن مجید نے آپ کی ذات گرامی کا ذکر دلیل قطعی اور دلیل واضح کے لقب سے کیا۔ ارشاد ہے: "یا أيہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وأنزلنا إلیکم نوراً مبیناً (النساء: 174)" (اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آچکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور (قرآن مجید) نازل کر دیا۔) اس آیت میں برہان سے مراد پیغمبر عربی ﷺ ہیں اور باعتبار لغت کے برہان سے مراد ایسی دلیل جس کے بعد کسی دلیل کی ضرورت پیش نہ آئے۔ بقول طاہر القادری صاحب کہ "اس آیت میں آنحضرت کو برہان یعنی ذات حق اور دین اسلام کی حتمی، قطعی اور بلا واسطہ شہادت (Direct and Conclusive Evidence) قرار دیا گیا ہے۔"³⁶ البرہان أو کد الأدلة وهو الذي يقتضی الصدق ابداً هذا ذکر من معي وذكر من قبلي هذا إشارة الى الموجود بینهم من الكتب الثلاثة القرآن والتوراة والإنجيل فالقرآن ذکر وعظة لمن اتبعه عليه السلام الى يوم القيامة والتوراة والإنجيل ذکر وعظة للامم المتقدمة یعنی راجعوا هذه الكتب الثلاثة هل تجدون فی واحد منها غیر الأمر بالتوحید فهذا برہانی قد أقمتہ فاقیموا ایضاً برہانکم۔³⁷

(برہان سے مراد ایسی دلیل قطعی جو سب سے پکی دلیل ہو جو ہمیشہ سچ کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ ایسا ذکر ہے جو میرے پاس ہے اور مجھ سے پہلے بھی یہ فرمان اس طرف اشارہ ہے کہ یہ بات قرآن مجید، تورات اور انجیل میں موجود ہے۔ پس اب قرآن مجید ہر اس بندے کے لئے تاقیامت نصیحت ہے جو آپ ﷺ کی (سیرت کی) پیروی کرتا ہے اور تورات اور انجیل پہلے لوگوں کے لئے نصیحت تھیں تم ان تینوں کی طرف رجوع کرو کیا تم توحید کے سوا کچھ پاتے ہو؟ پس یہ میری برہان ہے جس کو میں نے پکڑا ہے پس پکڑو تم بھی اپنی اپنی برہان کو۔) یہاں برہان کے معانی کے کئی احتمال پائے جاتے ہیں۔ (1) برہان سے مراد آپ ﷺ اور توحید دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اگر برہان سے مراد توحید بھی ہو تو بھی صاحب توحید ہی کے ذریعے برہان قائم کی جا رہی ہے اور وہ ہے پیغمبر عربی ﷺ۔ (2) قرآن مجید، تورات، انجیل اور زبور میں جہاں توحید کا

ذکر ہے۔ وہاں صاحب توحید کا ذکر بھی موجود ہے۔ (3) برہان سے مراد آخری اور پختہ دلیل ہے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری اور سچے پیغمبر ہیں جیسے برہان کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ایسے ہی آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آپ ﷺ کی سیرت تاقیامت لوگوں کے لئے نمونہ اور برہان ہے۔ لفظ برہان سے آپ ﷺ کی ختم نبوت کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

سیرت عملی محبت الہی کی دلیل: قرآن مجید نے واضح طور اعلان کر دیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت ملتی ہے اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے بغیر کوئی بندہ دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اس لئے اب سیرت طیبہ کی پیروی کے سوا اللہ تعالیٰ کی بندگی کی کوئی اور صورت ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ من یطع الرسول فقد أطاع الله (النساء: 80) (جو اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے بے شک وہ اس اطاعت کے ذریعے اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔) دنیا میں اگر کوئی بندہ یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے تو اسے محمد ﷺ کی سیرت طیبہ پر اپنی عملی زندگی گزارنی ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ سیرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله (آل عمران: 31) (آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو تم میری اتباع کرو، تو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا) قرآن مجید نے بارہا دینیگی نماز کا حکم دیا، مگر نماز کیسے ادا کی جائے یہ طریقہ بیان نہیں فرمایا، اس پر صحابہ کرام نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نماز کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ "صلوا کما رايتمونی اصلی۔" (جس طرح تم مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اسی طرح پڑھا کرو۔) (سوا سی سیرت محمدی ﷺ سے طریقہ نماز متعین ہو گیا اور حکم الہی کی اطاعت عملاً ممکن ہو سکی۔" ³⁹ وأطيعوا الله ورسوله إن كنتم مؤمنين (الانفال: 1) (اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر تم ایمان دار ہو۔) ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها وله عذاب مهين (النساء: 14) (اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اللہ کی قائم کردہ حدود سے آگے بڑھے گا۔ وہ اللہ سے ہمیشہ رہنے والے عذاب میں مبتلا کر دیگا۔) یا أيها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله واتقوا الله إن الله سميع عليم (الحجرات: 1) (اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔)

تشریحی مآخذ سیرت رسول: دراصل شریعت قرآن اور سنت کا نام ہے۔ اور سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی عملی تصویر ہے اور آپ ﷺ کے تمام افعال، عادات اور اطوار سنت ہیں۔ گویا کہ سیرت قرآن و سنت کا حسین امتزاج و اور مرکب ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب بڑے ہی اچھے انداز میں سیرت کو شریعت کا بنیادی مآخذ قرار دیتے ہیں۔ "تعلیمات اسلام اور احکام شریعت کے بنیادی مآخذ دو ہیں۔ قرآن اور سنت، سیرت النبی ﷺ سے جو کچھ صحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے وہی سنت رسول ﷺ ہے۔ اسلام نے آپ ﷺ کی سنت و سیرت

کو حجت مطلقہ قرار دیا ہے۔ اس کی اطاعت و پیروی بھی قرآن مجید کی طرح مستقل، دائمی وابدی، غیر مشروط اور غیر متبدل ہے جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہلاک و کاست واجب ہے، پوری امت مل کر بھی سنت رسول ﷺ اور اس کے احکام کو قرآنی احکام کی طرح منسوخ، معطل یا تبدیل نہیں کر سکتی، حتیٰ کہ اس کی حجیت اور واجب الاطاعت اور قابل عمل ہونے کا مطلقاً انکار کفر ہے اور اس پر ایمان و اعتقاد رکھنے کے باوجود اس سے عملی انحراف فسق، ظلم اور ضلالت ہے۔⁴⁰ ارشادی باری تعالیٰ ہے: قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (آل عمران: 32) (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم منہ موڑو گے (تو اچھی طرح جان لو کہ) بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔) اسی طرح ارشاد فرمایا گیا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء: 59) (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اللہ کے) رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور تم میں جو حاکم ہو اس کی اطاعت کرو۔ پھر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو (ایسی صورت میں) اس کو خدا اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بات بہتر ہے اور بہت ہی اچھی ہے بطور مطلب کے۔)

حضور ﷺ نے قرآن مجید کے ساتھ اپنی سنت و سیرت کو امت مسلمہ کیلئے لازم قرار دیا ہے کیونکہ سنت و سیرت قرآن مجید کی عملی تشریح و تفسیر ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ تا قیامت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اس لئے جب تک قرآن موجود ہے، حضور ﷺ کی سنت و سیرت بھی اس وقت تک باقی رہے گی۔ کیونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور سیرت کا انحصار کتاب و سنت پر ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اسلئے آپ کی نبوت و رسالت کی بقاء اور حفاظت کے لئے کتاب و سنت کی حفاظت کا الہی انتظام کیا گیا ہے۔ اس بنا پر یہ تمام مذکورہ چیزیں قیامت تک قائم و دائم اور لازم و واجب رہیں گی۔ اس لئے مرور زمانہ کی وجہ سے آنے والی تبدیلیوں کے باوجود سیرت محمد ﷺ کی اکملیت، جامعیت اور دوامیت میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی بعثت تمام زمانوں کے لئے ہے اور قیامت تک، روزاول کی طرح زندہ اور تابندہ رہے گی کیونکہ اگر وہ ناقابل عمل ہو جائے تو ختم نبوت باقی نہیں رہ سکتی۔ پھر نئے نبی کی بعثت لازم ہو جائے گی جو خدائی حکم کے مطابق ناممکن امر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہمیشہ کیلئے اس کا قطعی اعلان ہو چکا ہے۔

قرآن مجید ہدایت کے لئے معیار ہے اور قرآن مجید کی عملی تفسیر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی عملی تفسیر ہی اللہ کے ہاں معیار ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَإِنْ تَطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (النور: 54) (اگر تم اس (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو گے تو تم ہدایت پاؤ گے اور رسول کا کام (صرف اور صرف) پیغام پہنچانا ہے۔) قرآن مجید کی اس آیت میں ہدایت کو اطاعت سیرت رسول پر موقوف فرمایا گیا ہے اور اس حقیقت کو واضح الفاظ میں بیان کر دیا گیا

ہے کہ سیرت و سنت نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر عمل کے بغیر رشد و ہدایت کا کوئی اور راستہ نہیں ہے یعنی سیرت اگر سیرت و سنت نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو ترک کر دیا جائے، تو صرف قرآن مجید ہدایت کے لئے کافی نہیں ہے۔ وقل الحق من ربکم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليکفر۔۔۔ (الکہف: 29) (اور آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فرمادیں! کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جس کا دل چاہے ہدایت کو مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے۔)

یہاں ایمان و انکار کی نسبت اسی ہدایت ربانی کی طرف کی گئی ہے جو دین حق کی صورت میں بنی نوع انسان کو دی جا چکی ہے۔ لیکن پہلی آیت میں جو نکتہ غور طلب ہے وہ یہ کہ رشد و ہدایت کے بیان ہو جانے کے بعد جس چیز کو گمراہی و ضلالت قرار دیا گیا ہے وہ سیرت اور رسالت نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مخالفت ہے۔

سیرت کے ذریعے پیغام وحدت: ارشاد باری تعالیٰ ہے: واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم إذ کنتم أعداء فألف بین قلوبکم فأصبحتم بنعمته إخواناً وکنتم علی شفا حفرة من النار فأنقذکم منها کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ لعلکم تھتدون (آل عمران: 103) (اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اپنے اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں باہمی الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کی بدولت بھائی بھائی بن گئے تم (آپس کی عصبیت کی بدولت) آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچالیا، اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو اس طرح بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ۔)

اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اتحاد و اتفاق کی دعوت دی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: "وید اللہ علی الجماعة ہکذا، فعلیکم بسواد الأعظم، فإنہ من شذ شذ فی النار"⁴¹ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ پس تم بڑی جماعت (مسلمین کو) لازم پکڑو، بے شک جو اس سے چھڑ گیا وہ آگ میں گیا) وید اللہ علی الجماعة ہکذا، فعلیکم بسواد الأعظم، فإنہ من شذ شذ فی النار۔ قرآن حکیم اور احادیث رسول ہمیں اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتی ہیں کہ عالم اسلام کو ایک وحدت ہونا چاہیئے اس حوالہ سے سب سے پہلے فکری و نظری وحدت پائی جانی چاہیئے۔ اور یہ وحدت قرآن و سنت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیجو جماعت آپ ﷺ نے تشکیل دی اس میں بھی وحدت فکر پائی جاتی تھی۔ یہ جماعت رنگ و نسل سے بالاتر تھی۔ یعنی اس جماعت میں خون اور خاک، رنگ اور زبان کی کوئی تمیز نہ تھی اس میں سلمان فارسی تھے جن سے ان کا نسب پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سلمان بن اسلام۔ حدثني أبو بکر محمد بن أحمد بن بالويه، ثنا إبراهيم بن إسحاق، ثنا مصعب بن عبد الله، قال: وسلمان الفارسي يكنى أبا عبد الله كان ولاؤه لرسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سلمان منا أهل البيت۔⁴² (مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ آپ کا رشتہ ولاء، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے

کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہم سے ہے یعنی اہل بیت میں سے ہے۔) اس طرح ایک اور حدیث میں ہے۔ فاحتج المهاجرون سلمان منا، وقالت الأنصار: سلمان منا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سلمان منا أهل البيت۔⁴³ (مہاجرین کہتے تھے کہ سلمان مہاجرین میں سے ہیں اور انصار کہتے تھے کہ سلمان انصار میں سے ہیں، پس اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ سلمان ہم میں سے، یعنی اہل بیت میں سے۔)

صحابہ کرام کی جماعت میں باذان بن ساسان اور ان کے بیٹے شہر بن باذان تھے جن کا نسب بہرام گور سے ملتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت باذان کو یمن کا اور ان کے صاحبزادے کو صنعاء کا والی مقرر فرمایا تھا اس جماعت میں بلال حبشہ تھے جن کے متعلق حضرت عبور فرمایا کرتے کہ بلال سیدنا و مولیٰ سیدنا۔ بلال ہمارے آقا کا غلام اور ہمارا آقا ہے۔ اس جماعت میں صہیب رومی تھے جنہیں حضرت عبور نے اپنی جگہ نماز میں امامت کیلئے کھڑا کیا۔ اس میں حضرت حذیفہ کے غلام سالم تھے جن کے متعلق حضرت عبور نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا کہ آج وہ زندہ ہوتے تو خلافت کے لئے انہی کو نامزد کرتا اس میں زید بن حارثہ ایک غلام تھے جن کے ساتھ رسول اکرم ﷺ نے ایک ایسے لشکر کا سردار بنایا تھا جس میں حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ شریک تھے انہی اسامیہ کے متعلق حضرت عبور اپنے بیٹے عبداللہ سے فرماتے ہیں کہ اسامیہ کا باپ تیرے باپ سے افضل تھا اور اسامہ خود تجھ سے افضل ہے۔⁴⁴ ان صحابی رضی اللہ عنہم کو جو مراتب ملے وہ سیرت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ملے تھے۔

غیر مسلموں کے لیے سیرت کی ضرورت: غیر مسلموں کے لئے سیرت رسول ﷺ کی ضرورت کے حوالہ سے محمد رمضان اپنے مقالہ "قاضی عیاض اور پیر کرم شاہ کے مناجات سیرت نگاری کا تقابلی جائزہ" میں ڈاکٹر حمید اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ "غیر مسلموں کے لیے سیرت کا مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ آپ ﷺ تمام لوگوں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے اور آپ ﷺ کے دیئے ہوئے پیغام کے بغیر دنیا و آخرت میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ جب یہ بات ان لوگوں نے سنی جو ان کا مذاق اڑاتے تھے تو مخالفت پر اتر آئے مگر ایک سنجیدہ انسان نے ایسا نہیں کیا بلکہ پوچھا دین اسلام کیا ہے؟ اور آپ کی رائے میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اور اس نے اس دین کو قبول کر لیا۔ ایک غیر مسلم کے لیے حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ اس کے فرائض انسانی کا درجہ رکھتا ہے کہ نوع انسانی میں سے مرد کامل کا صرف یہی ایک نمونہ ہے کوئی مانے یا نہ مانے لیکن یہ جان لینا تو ہر آدمی پر فرض ہے کہ ہر پہلو سے کامیاب و کامران اور ہر اعتبار سے مکمل انسان کیسا ہوتا ہے؟ اس لئے کہ ہر شخص میں کامیاب اور با مقصد زندگی گزارنے کی فطری خواہش ہوتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے اس کو آئیڈیل تسلیم کرنا پڑتا ہے اور وہ ذات رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہے۔"⁴⁵

شخصی اور معاشرتی اصلاح میں سیرت کا کردار:

فرد سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اس لئے کسی معاشرہ کی اصلاح سے پہلے فرد اور شخصیت کی اصلاح ضروری ہے۔ شخصیت کسی فرد کے عقلی، جسمی، ذاتی، سلوک، رویوں، صفات اور کردار کا نام ہے دوسرے لفظوں میں انسان کے ظاہری و باطنی اوصاف، عقائد، اخلاقی اقدار، اعمال،

احساسات اور جذبات سے منسوب ہے کیونکہ ظاہری حسن و جمال وقتی طور پر کسی کی توجہ تو مبذول کر سکتا ہے لیکن کردار کا دائمی حسن ہی انسان کو زندہ جاوید بناتا ہے۔

تعمیر شخصیت کے اسلامی اصول: تعمیر شخصیت کے لئے اسلام ہماری مکمل رہبری و رہنمائی فرماتا ہے۔ قرآن اور اسوہ رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں ہی شخص اور معاشرہ کی اصلاح ممکن ہے۔ جب سیرت النبی ﷺ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عرب کے ریگستانیوں اور بدؤں کو کیسے ظلم اور ستم، جہالت سے نکال کر عدل و انصاف اور علم کی روشنی میں لائے؟ کس طرح شخصیت کی اصلاح کے ذریعے معاشرہ کی اصلاح کی گئی؟ اسلام کے آنے سے پہلے عرب معاشرہ پر نظر ڈالیں اور اسلام کے آنے کے بعد معاشرہ پر نظر ڈالیں تو دونوں معاشروں کے رویوں میں زمین اور آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ انسانیت سے گرے ہوئے اس معاشرے کو جن سیرت نبوی کے اصولوں کے ذریعے درست کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ ایمان و یقین، علم، تفکر و تدبر، نیت، ارادہ، عمل، اور نتیجہ عمل اور احتساب شخصیت وغیرہ۔ ایمان و یقین سے انسان کی فکری اور عقلی ذہن سازی ہوتی ہے جس سے انسان میں خود اعتمادی اور اللہ کا خوف پیدا ہو جاتا ہے جو تمام خوفوں سے یکسر بے پروا کر دیتا ہے۔ علم اس کو نئی جہتوں سے روشناس کراتا ہے۔ جبکہ تفکر و تدبر انسان کو درست سمت / جہت اختیار کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ انسان کا ارادہ درست سمتوں پر گامزن ہونے کی راہ ہموار کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان عملی طور پر نیکی کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔ احتساب خودی اسے درست سمت پر چلنے میں دوام بخشتا ہے۔ جب ایک فرد ایمان سے مالا مال ہو کر، آخرت کے انجام کار کے خوف سے اپنی اصلاح کرتا ہے جس کی وجہ سے اس میں تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے یہ تقویٰ اس کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے، تو یوں فرد کی اصلاح ہوتی ہے اور افراد سے ملکر معاشرہ بنتا ہے جس کی وجہ سے پورے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔ جس کی کئی مثالیں قرون اولیٰ میں ملتی ہیں۔ مثلاً یمن کے علاقہ صنعاء سے ایک اکیلی زیورات سے لدی ہوئی عورت سفر کرتی ہے مگر اس کو کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہوتا۔ یہ تھا سیرت النبی کا کمال جس نے معاشرہ اور فرد کی اصلاح کی۔ ان اصولوں کو اپنانے کے لئے جو طریقہ اپنایا جائے گا وہ ہے سیرت نبوی۔ کیونکہ امت اصلاح اس جدید دور میں بھی اسی طریقہ سے ممکن ہے جس طریقہ سے امت کے پہلے طبقہ کی اصلاح ہوئی جیسا کہ امام مالک کا قول ہے۔ "لن یصلح آخر هذه الأمة إلا ما أصلح أولها۔"⁴⁶ (امت کے آخری طبقہ کی اصلاح بھی اسی طریقہ سے ہوگی جس طریقہ سے پہلے طبقہ کی ہوئی۔) اور یہ بات گزشتہ بحث سے ثابت ہو چکی ہے کہ سیرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے اور سیرت کے دو بنیادی ماخذ قرآن و سنت ہیں جس کے دلائل بھی گزر چکے ہیں۔ المؤمنین "صحیح الاثر و جمیل العبر من سیرۃ خیر البشر (ﷺ)" نے اپنی کتاب میں ایک عنوان "ثمرات دراسة السیرۃ النبویہ" لکھا۔⁴⁷ جس کے مطابق موجودہ دور میں مقاصد تعلیمی و دیگر مقاصد کے حصول کے لئے سیرت پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اور مذکورہ قول "لن یصلح آخر..." کو بطور دلیل پیش کیا کہ اگر ہم امت کی تعلیمی، فکری، اجتماعی اور سیاسی لحاظ سے اصلاح کے خواہاں ہیں تو ہمیں سیرۃ نبوی ﷺ کو مشعل راہ بنانا ہوگا کیونکہ امت کے پہلے طبقہ کی اصلاح اسی سے ہوئی۔ سیرت کی تعلیمات وسیع ہیں ان میں سے چند خاص خاص باتوں کو لیا جاتا ہے۔

(1) توحید و رسالت کا اقرار: اس میں ایمانیات کی تصدیق، اطاعت رسول اور جن امور سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے ان سے بچنا، سب سے بڑی چیز جس سے بچنے کا حکم ہے وہ شرک ہے۔ وہ قرآنی بیان کے مطابق ظلم عظیم ہے اور حدیث رسول ﷺ کے مطابق سب سے بڑا گناہ ہے۔ "عن عبد الله قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم: "أي الذنب أعظم عند الله؟ قال: «أن تجعل الله ندا وهو خلقك»" 48 (حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں عرض کی یا رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اسی تجھے پیدا کیا ہے۔ اور چوتھی بات بدعات سے بچنا اور سنت نبوی کی پیروی کرنا ہے۔ (2) محبت رسول ﷺ (3) دعوت و تبلیغ میں اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ اپنانا۔ (4) عبادات اللہ کے رسول ﷺ کے طریقہ پر کرنا (5) حضور ﷺ کی وفاداری کو فروغ دینا اور حضور ﷺ کے دشمنوں سے براۓ کا اعلان کرنا۔ وہ دشمن ماضی کے ہوں یا موجودہ زمانہ کے۔ (6) حضور ﷺ کے معاہدات کی تحقیق کرنا اور اسی کے مطابق معاہدات کرنا۔ (7) منافقین کے بارے میں حضور ﷺ کے موقف کو پہچاننا (8) حضور ﷺ اور دین اسلام کے بارے میں یہود کی سازشوں کو پہچاننا اور موجودہ دور کے منافقین اسلام سے ان جیسا سلوک کرنا جیسا کہ سیرت نبوی سے ثابت ہے (9) مایوسی سے اجتناب کرنا اور اللہ کی نصرت کے لئے پرامید رہنا۔ (10) دین کی دعوت و تبلیغ کی راہ میں تکالیف پر صبر و استقامت اختیار کرنا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا۔

نتائج بحث:

اس آرٹیکل کا خلاصہ درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ (1) سیرت کے لغوی معنی چلنا، پھرنا، چال چلن اور گھومنا پھرنا ہیں جبکہ اصطلاحی معنی طرز عمل، طریقہ، معاملہ، سنت، اور صلح اور جنگ کا اسلامی طریقہ ہے۔ (2) لغوی اعتبار سے اس سے مراد کسی کے سوانح ہو سکتے ہیں مگر اصطلاح میں سیرت سے مراد رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل اور حالات زندگی اور اخلاق و عادات ہیں۔ (3) سیرت نگاری کی ابتداء ان روایتوں سے ہوئی جن کے بارے میں صحابہ سے لوگ حضور ﷺ کی زندگی سے متعلق سوالات کرتے تھے اور صحابہ جوابات دیتے تھے۔ (4) اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی تاریخ دستاویز بعنوان "کتاب الملوک و اخبار الما ضین" حضرت امیر معاویہ کے حکم سے تیار کی گئی۔ (5) روایات سیرت کو حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور تک اختلاط قرآن کے خوف سے نہیں لکھا گیا۔ مگر جب آپ نے حکم دیا تو علماء اس طرف متوجہ ہوئے اور روایات سیرت کی جمع تدوین کا کام شروع ہوا۔ (6) محدثین اور سیرت نگاروں کی کاوشوں سے کتب حدیث اور کتب سیرت وجود میں آئیں۔ (7) محدثین اور سیرت نگاروں نے روایات سیرت کو اکٹھا کیا۔ محدثین ہر روایت کے متن کو الگ الگ سند سے بیان کرنے کے عادی اور کاربند تھے جبکہ سیرت نگاروں نے مختلف روایات سیرت کی سندوں اور متن کو ملا کر مفہومی انداز میں بیان کیا تاکہ

واقعات میں تسلسل باقی رہے۔ (8) قرون اولیٰ کے سیرت نگاروں اور محدثین میں عروۃ بن زبیر، ابان بن عثمان، وہب بن منبہ، شریح بن سعد، ابن شہاب الدین الزہری، عاصم بن عمرو بن قتادہ، ابن حزم، موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق، زیادہ البکائی، واقدی، محمد بن سعد اور ابن ہشام شامل ہیں۔ (9) سیرت کے حوالہ سے مستشرقین کے کام بھی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (10) سیرت کے بارے میں مستشرقین بھی اپنی آراء رکھتے ہیں مگر ان کی آراء تعصب سے خالی نہیں ہیں۔ (11) لفظ سیرت کی اصطلاح صحابہ کے دور میں بھی مستعمل رہی ہے جن کی مثالیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلافت سنبھالنے کے بعد خطبہ میں لفظ سیرت کا استعمال، حدیث عبدالرحمان بن عوف جس میں حضرت علی سے بیعت نہ کرنے اور حضرت عثمان کے ہاتھ بیعت کرنے کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ نیز کعب بن مالک کے شعر میں: "والعدل سیرتہ" کا استعمال ہیں۔ (12) چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی سیرت کے اصل مآخذ اور روایت سیرت کی حفاظت اور روادا کے احوال کے حوالہ سے علم اسماء الرجال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سیرت رسول اس جدید مادی دور میں بھی ناصر ف مسلمانوں کی بلکہ پورے عالم کے انسانوں کی رہنمائی کی طاقت رکھتی ہے اور یہ باتیں ختم نبوت کی دلیل بھی ہیں۔ (13) سیرت اور سوانح عمری میں عموم خصوص کی نسبت ہے، سوانح عمری کسی بھی شخص کی ہو سکتی ہے جبکہ سیرت سے مراد سرور کائنات کے حالات زندگی ہیں۔ (14) سیرت کی ضرورت و اہمیت سے مسلمان اور کفار دونوں مبرا نہیں ہو سکتے۔ (15) اسلامی نکتہ نظر سے سیرت صداقت و حقانیت کی دلیل، محبت الہی کی دلیل، شرعی مآخذ اور انسانیت کے لئے پیغام کا واحد ذریعہ ہے۔ (16) شخصی اور معاشرتی اصلاح کے لئے سیرت کی ضرورت اس دور جدید میں اتنی ہی ضروری ہے جتنی قرون اولیٰ میں تھی کیونکہ امت کی اصلاح اب بھی سی طریقہ سے ہوگی جس طریقہ سے پہلے طبقہ کی اصلاح ہوئی۔

حوالہ جات / References

¹ الرازی، زین الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الحنفی (المتوفی: 666ھ) مختار الصحاح، المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بیروت - صیدا، 1420ھ۔ 1999ء - ج: 1، ص: 159۔

Al-Razi, Zayn al-Din Abu Abdullah Muhammad ibn Abi Bakr ibn Abdul Qadir al-Hanafi (d. 666 AH) Mukhtar Al-Sihah, Al-maktabah Al-Asriya- Al-Dar Al-Numudjiyyah, Beirut - Saida, 1420 AH - 1999, Volume 1, Page 159.

² ابن منظور الافریقى المصرى (المتوفى: 711ھ) - لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1985، ج: 4، ص: 389۔

Ibn Manzoor Al-Afriqi Al-Misri (d: 711 AH). Lisan-ul-Arab, Dar Sadir, Beirut, 1985, vol. 4, p. 389.

³ لسان العرب ج: 4، ص: 389۔

Also, Lisan-ul-Arab vol. 4, p. 389

⁴ ابوالقاء الحنفی ایوب بن موسیٰ الحسینی القریبی الکفوی، (المتوفی: 1094ھ)، الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویة - مؤسسه الرسالیه - بیروت، سن اشاعت: 1420ھ - ج: 1، ص: 514۔

Abu al-Baqa al-Hanafi Ayub ibn Musa al-Husseini al-Quraimi al-Kafawi, (d. 1094 AH) Al-Kulliyat Mujam Fi Al-Mastalehat Wal-Foroq Al-Lughwiya, Beirut, sun Isha, at: NA: v. 1, p: 514.

5 الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی، ابو الفیض، الملقب بمرقسی، (التوفی: 1205ھ)، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الہدیۃ، سن اشاعت: 12، ج: 12، ص: 116، 117۔

Al-Zubaidi, Muhammad ibn Muhammad ibn Abd al-Razzaq al-Hussaini, Abu al-Fayed, Kuniyay Murtaza, (d: 1205 AH) Taj-ul-Aroos min Jawahar-ul-Qamoos, Dar-ul-Hidayah, Sun Isha, at, TN, v: 12, p: 117, 116.

6 احمد مختار، عبد الحمید عمر (التوفی: 1424ھ)، معجم اللغة العربية المعاصرة، بمساعدة فريق عمل: مكان/جگہ: نامعلوم۔ عالم الكتب، 1429ھ - 2008ء، ج: 2، ص: 1146۔

Ahmad Mukhtar, Abdul Hameed Omar (died: 1424 AH) Mujaam Al-Lughat-Al-Arbiya Al-Muasirah, makan: NA, Alam al-Kitab, 1429 AH - 2008AD, vol. 2, p: 1146.

7 احمد مختار، معجم اللغة العربية المعاصرة، ج: 2، ص: 1147۔

Also, V- 2, Page 1147-

8 ثانی، پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین، اصول سیرت نگاری، مکتبہ یادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، لیاقت آباد کراچی، پاکستان، اپریل 2003ء۔ ص: 34۔
Thani, Prof. Dr. Salahuddin, Usool-e-Seerat Nigari, Maktab Yadgar Shaykh-ul-Islam Allama Shabbir Ahmad Usmani, Liaquatabad Karachi, Pakistan, April 2003.p:34.

9 الفاروقی، محمد بن علی ابن القاضی محمد حامد بن محمد صابر الخنفی التھانوی (التوفی: بعد 1158ھ) موسوعة كشف اصطلاحات الفنون والعلوم، مکتبہ لبنان ناشرین۔ بیروت، 1996ء، ج: 1، ص: 998۔

Al-Farooqi, Muhammad Ibn Ali Ibn Al-Qazi Muhammad Hamid Ibn Muhammad Sabir Al-Hanafi Al-Thanawi (D: 1158 AH) Mosoooyah Kashaf Istalehat Al-Fanoon Wal-Uloom, Maktabh Lebanon - Beirut, 1996, vol. 1, p. 998.

10 احمد قاسم، سید اسلامی شاہکار، اردو انسائیکلو پیڈیا الفیصل مارکیٹ، اردو بازار م لاہور، 2001ء، ص: 944۔

Ahmad Qasim, Syed Islami Shahkar, Urdu Encyclopedia Al-Faisal Market, Urdu Bazaar Lahore, 2001, p: 944.

11 ملا عمر کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں جس نے سیرت کی کوئی کتاب لکھی ہو۔ چند کتابوں میں ایک ملا عمر کا تذکرہ ملا جس کا نام محمد بن حسین ملا عمر ہے۔ اس کی تصنیفات میں سیرت کی کوئی کتاب نظر نہیں آئی۔

No information could be found about Mullah Omar who wrote any book of Sira. In some books, mention was made of Mullah Omar whose name is Muhammad bin Hussain Mullah Omar. No book of Sira was seen in his writings.

12 (الف) دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث، عجالة نافعہ، مترجم و شارح ڈاکٹر عبد الحلیم چشتی۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔ 1946ء، ص: 14-48۔
(ب) عجالة نافعہ۔۔۔ حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی، ترجمہ محمد عبد الحلیم چشتی، ترتیب و پیشکش: محمد حماد کریمی ندوی۔ عجالة نافعہ۔۔۔۔۔ (حضرت۔ شاہ۔ عبد۔ العزیز۔ دہ۔ <http://lib.bazmeurdu.net/#i-36>)

(A) Dhalvi, Shah Abdul Aziz Muhaddith, Ujala Nafia, Mutarjim: Dr. Abdul Haleem Chishti. Noor Mohammad, Karkhanah Tejarat Kutub, Karachi. 1946, pp. 14-48. (B) Hazrat Shah Abdul Aziz Dehlavi, Mutarjim: Mohammad Abdul Haleem Chishti, Tarteef wa Paishkush: Mohammad Hammad Karimi Nadvi. Ujala Nafia Shah Abdul Aziz/ i-36 # (<http://lib.bazmeurdu.net/>)

13 اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1975ء، ج: 11، ص: 505۔

Urdu Dairah Ma, arif Islamiya. danish Gah Punjab, Lahore, 1975, vol. 11, p. 505.

14 شبلی نعمانی، علامہ و سید سلیمان ندوی۔ سیرۃ النبی ﷺ، (تصحیح شدہ ایڈیشن) ادارہ اسلامیات انارکلی، لاہور، جمادی الثانی 1423ھ - ستمبر 2002ء، ج: 1، ص: 36۔

Shibli Noumani Allama Wa Syed Sulaiman Nadvi. Sirat Al-nabi (Sall-Al-Allah-o-Alaihe Wasalam), (Revised Edition) Idara Islamiyat, Anar Kali, Lahore, Jamadi al-Thani 1423 AH - September 2002, vol. 1, p. 36. vol. 1, p. 36.

15 بطرس والمعلم البستانی۔ دائرہ معارف اسلامیہ، بیروت لبنان، سن اشاعت: 14، ج: 14، ص: 16۔

Pitras wa-Al-Muallim Al-Bustani Urdu Ma, arif Islamiya, Beirut, Lebanon, Sun Isha, at: Na-Maloom, vol. 14, p. 16.

16 عثمان خالد پروفسر، فن سیرت نگاری، ص: 8۔

Usman Khalid Professor, Fun-e-Seerat Nigari, p. 8

17 کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ، مکتبہ عمر بن خطاب ملتان، سن اشاعت، 1، ج: 1، ص: 26، 27۔

Kandhalvi, Maulana Muhammad Idrees, Sirat-e-Mustafa, Maktaba Umar bin Khattab, Multan, Sun Isha, at, Na-Maloom, vol. 1, p. 26, 27.

18 ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الهاشمی بالولاء، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی: 230ھ)، الطبقات الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ - بیروت، الطبعة: الاولى، 1410ھ - 1990ء، ج: 3، ص: 470 اور 627۔

Ibn Sa'd, Abu Abdullah Muhammad ibn Sa'd ibn Man'i al-Hashimi Bil-Walula, al-Basri, al-Baghdadi Al-Marooif Be-Ibn Sa'd (d. 230 AH), Tabqaat Al-Kubra Dar Al-Kitab Al-Alamiya - Beirut 1410 AH - 1990 AD, Vol: 3, pp: 470 and 627.

19 صدیقی، محمد شکیل، نگران: ڈاکٹر محمد صابر پروفسر و سابق صدر شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ کراچی، سیرت نگاری کے رجحانات (1857 تا 1978)۔ سیشن: 2005ء۔ ص: 5۔

Siddiqui, Mohammad Shakeel, Nigran: Dr. Mohammad Sabir, Professor wa Sabiq Sadar, Shouba Islami Tareekh Jamiya Karachi, Seerat Nigari kay Rujhanat (1857-1978). Session: 2005.

20 (الف) صدیقی، محمد شکیل سیرت نگاری کے رجحانات، ص: 5۔ (ب) انور محمود خالد، ڈاکٹر - کاروانِ قمر، 2003ء، ص: 19۔

(A) Siddiqui, Mohammad Shakeel, Seerat Nigari key Rujhanat, p: 5. (B) Anwar Mahmood Khalid, Dr. Caravan Qamar, 2003, p: 19.

21 عبد اللہ، سید، ڈاکٹر - سر سید اور ان کے رفقاء کی اردو نثر میں فنی اور فکری جائزہ، ایجوکیشن بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، 2006ء، ص: 93۔

Abdullah, Syed, Doctor., Sir Seyed awr Un kay Rufaqa ki Urdu nasar mien funni awr fikri Jaiza, Education Book House, Muslim University Market, Aligarh, 2006, p: 93.

22 شبلی، علامہ نعمانی۔ سیرت النبی ﷺ، ج: 1، ص: 6۔

Shibli, Allama Noumani, Sirat Al-nabi (Sall-Al-Allah-o-Alaihe Wasalam), V,1, P.6.

23 (الف) البخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ، ابو عبد اللہ (المتوفی: 256ھ) خلق افعال العباد دار المعارف السعودیہ - الرياض، سن اشاعت: 1، ج: 1، ص: 87۔ (ب) الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن حلال بن اسد (المتوفی: 241ھ) مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الاولى، 1421ھ - 2001ء، ج: 41، ص: 148۔

(A) Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il ibn Ibrahim ibn Al-Mugheerah, Abu Abdullah (d. 256 AH) Khalq Afaal Al-Ibad, Dar-ul-Ma, arif Saudiyah - Riyadh, Sun Isha, at: Na-Maloom, vol. 1, p. 87. (B) Al-

Shaybani, Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal ibn Hilal ibn Asad (d. 241 AH) Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal, Moassesah Al-Risalah, 1421 AH-2001, Vol: 41, p: 148.

24 اقبال، کلیات اقبال اردو، ناشر: ڈاکٹر وحید قریشی، طابع: نقوش پریس لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، 1994ء، ص: 8، 437۔

Iqbal, Kuliyaat Iqbal Urdu, Tabiu: Dr. Waheed Qureshi, Naqoosh Press Lahore, Iqbal Academy Pakistan, 1994, pp. 8, 437.

25 غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات سیرت ﷺ، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ستمبر 2009ء، ص: 16۔

Ghazi, Dr. Mahmood Ahmad, Muhazerat Sirat, (Sall-Al-Allah-o-Alaihe Wasalam) Al-Faisal Nasheran wa Tajeran Kutub Ghazni Street Urdu Bazaar, Lahore, September 2009, p: 16.

26 صدیقی، محمد شکیل، نگران: ڈاکٹر محمد صابر پروفیسر و سابق صدر شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ کراچی، سیرت نگاری کے رجحانات (1857-1978)۔

سیشن: 2005- ص: 9۔

Siddiqui, Mohammad Shakeel, Nigran: Dr. Mohammad Sabir, Professor wa Sabiq Sadar, Shouba Islami Tareekh Jamiya Karachi, Seerat Nigari kay Rujhanat (1857-1978). Session: 2005- p: 9.

27 ابن ہشام، ابو محمد، عبد الملک (جمال الدین) بن ایوب الحمیری (المعافری)، (التوفی: 213ھ) السیرۃ النبویہ (المعروف سیرت ابن ہشام) شرکت مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ

البابی الحلبي واولاده بمصر الطبعة: 1375ھ-1955ء ج: 1، ص: 5، 6 (مقدمہ تحقیق)

Ibn Hisham, Abu Muhammad, Abdul Malik (Jamal-ud-Din) Ibn Ayub Al-Himyari Al-Maafari, (D: 213 AH), Al-Seera Al-Nabwiya (Al-marooof Seerat Ibn Hisham) Shirka Maktaba wa matbaah Mustafa Al-Babi Al-Halabi wa awladohoo Be-Misar: 1375 AH – 1955Ad, V.1, P.5,6. (Muqaddamat-ut-Tahqeeq)

28 (الف) محمد بن اسحاق بن یسار الحلبي بالولاء، المدنی (التوفی: 151ھ)، سیرۃ ابن اسحاق (کتاب السیر والمغازی)، دار الفکر - بیروت الطبعة: الاولى 1398ھ

/1978ء مقدمہ ج: 1، ص: 14۔ (سیرت ابن اسحاق کے مقدمہ میں بحوالہ عبد الملک بن ہشام لکھا ہے) (ب) ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام بن ایوب

الحمیری المعافری، ابو محمد، جمال الدین (التوفی: 213ھ)، السیرۃ النبویہ لابن ہشام، شرکت مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبي واولاده بمصر - 1375ھ - 1955ء

ج: 1، ص: 1۔

(A) Muhammad Ibn Ishaq Ibn Yasar Al-Muttalib Bil-wala, Al-Madani (d: 151 AH), Sira Ibn Ishaq (Kitab Al-Seer Wal-Maghazi), Dar Al-Fikr (Muqaddamah), vol. 1, p. 14, (B) Seerat Ibn Hisham, Volume 1, Page 1.

29 جی لیوی ڈیلاویڈا انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، لندن، ج: 4، ص: 349۔

G. Levy Delavida. Encyclopedia of Islam, London, vol. 4, p. 349

30 انور محمود خالد، ڈاکٹر کاروان قمر، 2003ء، ص: 18۔

Anwar Mahmood Khalid, Dr. Caravan Qamar, 2003, p: 18.

31 احمد بن محمد بن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (التوفی: 241ھ)، فضائل الصحابة، مؤسسة الرسالة - بیروت، 1403ھ -

1983- ج: 1، ص: 101۔

Al-Shaibani, Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal, Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal ibn Hilal ibn Asad (d. 241 AH), Fazail-e-Sahaba Moassasah Al-Risalah - Beirut, 1403-1983. Volume 1, Page 101.

32 الشیبانی، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد (التوفی: 241ھ) مسند الامام احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة الطبعة: الاولى، 1421ھ - 2001ء

ج: 1، ص: 560۔

Al-Shaibani, Abu Abdullah Ahmad ibn Muhammad ibn Hanbal ibn Hilal ibn Asad (d. 241 AH) Musnad al-Imam Ahmad ibn Hanbal, Al-Risalah Printing Foundation: Al-Awli, 1421 AH-2001, Volume 1, Page 560.

33 (الف) السيرة النبوية لابن هشام، ج: 2، ص: 161۔ (ب) الشيخ العلامة محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الحريري الشافعي، تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن، بيروت - لبنان، 1421 هـ - 2001 ع. ج: 32، ص: 430۔

(A) Seerat Ibn Hisham, V. 2, P.161. (B) Shaykh al-Allama Muhammad al-Amin ibn Abdullah al-Armi al-Alawi al-Harri al-Shafi', Tafsir Hadeeq Al-Ruh Wal-Rihan Fi Rawabi Uloom Al-Quran, Beirut - Lebanon, 1421 AH - 2001AD. v: 32, p: 430.

34 القادري، محمد طاہر ڈاکٹر، مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ، حصہ اول۔ منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور۔ اپریل، 2006، ص: 181۔

Al-Qadri, Muhammad Tahir Dr., muqaddamah Sirat-ul-Rasool Hissa Awwal, Minhaj-ul-Quran Publications, Lahore. April, 2006, p: 181.

35 ایضاً، ص: 182۔

Also, p: 182.

36 ایضاً، ص: 182۔

Also, p: 182.

37 اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الاستانبولی الخنفي الخلوئی، المولى ابو الفداء (المتوفى: 1127 هـ)، روح البیان، دار الفکر - سن اشاعت: تن، بیروت، ج: 5، ص: 466۔ Isma'il Haqi ibn Mustafa al-Istanbuli al-Hanafi al-Khaluti, Al-Mawla Abu al-Fida' (d. 1127 AH), Ruh al-Bayaan, Dar al-Fikr, Sun Isha, at: Na-Maloom, Beirut, vol. 5, p. 466.

38 الشافعي، ابو عبد الله محمد بن ادریس (المتوفى: 204 هـ)، مسند الامام الشافعي، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان عام النشر: 1370 هـ - 1951 ع، ج: 1، ص: 108، حديث: 319۔

Al-Shafi'i, Abu Abdullah Muhammad ibn Idris (d. 204 AH), Musnad al-Imam al-Shafi'i, Dar al-Kutab al-Alamiya, Beirut - Lebanon, Aam-un-Nashr: 1370 AH - 1951AD, vol. 1, p. 108, hadith: 319.

39 ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ، ص: 186، 187۔

Al-Qadri, Muhammad Tahir Dr., muqaddamah Sira-ul-Rasool, p: 186, 187.

40 ایضاً، ص: 196۔

Also, p.196,

41 الشيباني، ابو بكر بن ابی عاصم وهو احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد (المتوفى: 287 هـ)، السنة (لابی عاصم)، المکتب الاسلامی - بیروت - 1400 هـ، ج: 1، ص: 39، حديث: 80۔

Al-Shaybani, Abu Bakr ibn Abi Asim and Ahmad ibn Amr ibn Al-Dhahak ibn Mukhlid (d. 287 AH), Al-Sunnah (Labi Asim), Al-Maktab Al-Islami - Beirut - 1400 AH, vol. 1, p. 39, hadith: 80.

42 الحاكم، ابو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيشاپوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405 هـ)، المستدرک علی الصحيحين دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة: الاولى، 1411 هـ - 1990 ع. ج: 3، ص: 691، حديث: 6539۔

Al-Hakim, Abu Abdullah Al-Hakim Muhammad ibn Abdullah ibn Muhammad ibn Hamdawayyah ibn Nu'aym ibn Dhabbi al-Tahmani al-Nishapuri Al-Marooif Ibn al-Bayy (d: 405 AH) Al-Mustadrak Alas-Sahihain, Dar Al-Kutab Al-ilmiya - Beirut, 1411 AH - 1990AD: V. 3, p: 691, hadith: 6539.

43 ایضاً، ص: 691، حديث: 6541۔

Also, p: 691, Hadith: 6541

44 محمد رمضان، قاضی عیاض اور پیر کرم شاہ کے منہاج سیرت نگاری کا تقابلی جائزہ، ص: 28۔ بحوالہ جامی، نور الدین، ڈاکٹر۔ نئے عالمی نظام کا جائزہ، بی، زیڈ، یو، ملتان، ص: 7، 8۔

Muhammad Ramzan, Qazi Ayaz and Pir Karam Shah kay Manahij Seerat Nigari ka Taqabli Jaiza, p. 28. Ba-Hawalah (Reference From) Jami, Nooruddin, Dr. Naye alimi Sal ka Jaiza, B, Z, U, Multan, pp. 7, 8.

45 ایضاً، ص: 28۔

Also, P.28.

46 (الف) الجکني، محمد الامين بن محمد المختار بن عبد القادر الشنقيطي (المتوفى: 1393 هـ)، اضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، دار الفكر، بيروت - لبنان، 1415 هـ - 1995 م، ج: 8، ص: 155۔ (ب) سليمان بن عبد الله بن محمد بن عبد الوهاب (المتوفى: 1233 هـ)، تيسير العزيز الحميد في شرح كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد، المحقق: زهير الشاويش، المكتبة الاسلامي، بيروت، دمشق، 2002/1423 م، ج: 1، ص: 614۔

(A) Al-Jakni, Mohammad Al-Amin bin Mohammad Al-Mukhtar bin Abdul Qadir Al-Shanqiti (d. 1393 AH) Azwa-ul-Biyan Fi Eezah-ul-Qura, n Bil-Qura, Dar al-Fikr, Beirut - Lebanon, 1415 AH - 1995 AD: Volume 8, Page 155. (B) Sulaiman ibn Abdullah ibn Muhammad ibn Abd-ul-Wahhab (d. 1233 AH), Taiseer al-Aziz al-Hameed fi Sharh Kitab al-Tawhid al-dhi howa Haq Allah Alal-Abeed, Al-Muktab al-Islami, Beirut, Damascus, 1423/2002. v: 1, p: 614.

47 المؤلفين: (الف) محمد بن صالح السلي أستاذ التاريخ الاسلامي المشارك (ب) عبد الرحمن بن جميل قصاص الاستاذ المشارك في قسم الدعوة (ج) سعد بن موسى الموسى استاذ التاريخ الاسلامي المشارك (د) خالد بن محمد الغيث استاذ التاريخ الاسلامي المساعد، صحیح الاثر و جميل العبر من سيرة خير البشر (صلى الله عليه وسلم)، الناشر: مكتبة روائع المملكة - جدة، 1431 هـ - 2010 م، ج: 1، ص: 40۔

Al-Muallefeen: (A) Muhamad bin Samil Al-Sulamii Usataz-ul-Tareekh Al-Islami Almasharik (B) Abd-ul-Rahman Jameel Qassas Al-Usataz Almasharik Fi Qism-Al-Dawa (C) Saad bin Moosa Al-Moosa Usataz-ut-Tareekh Al-Islam Almasharik (D) Khalid bin Muhammad Al-Mugheeth Usataz-ut-Tareekh Al-Islami Al-Masaid, Saheeh-ul-Athr Wa Jameel ul-Abr Min Seerah Khair-ul-Bashar (Sall-Al-Allah-o-Alaihe Wasalam), Al-Nashir: Maktabah Rawa.ai Al-Mamlakah- Jeddah, 1431 AH - 2010AD. v: 1, p: 40.

48 (الف) البخاري، محمد بن اسماعيل ابو عبد الله الحنفي، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، دار طوق النجاة، 1422 هـ، ج: 6، ص: 18، حديث: 4477۔ (ب) مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشيري النيشابوري (المتوفى: 261 هـ)، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، دار احياء التراث العربي - بيروت، سن اشاعت: 1، ج: 1، ص: 90، حديث: 66۔

(A) Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il Abu Abdullah Al-Jufi, Al-Jami 'Al-Musnad Al-Sahih Al-Mukhtasar Min Umoor-ir-rasool-il- Allah (Sall-Al-Allah-o-Alaihe Wasalam) Wa-Sunanehi Wa Ayyamehi = Sahih Al-Bukhari, Dar Tawq Al-Najat, 1422 AH, vol. 6, p. 18, Hadith: 4477. (B) Muslim ibn al-Hajjaj Abu al-Hasan al-Qushayri al-Nishapuri (d. 261 AH) Al-Musnad Al-Sahih Al-Mukhtasar Be-Naqlil Adle Ilaa Rasool-i-Allah (Sall-Al-Allah-o-Alaihe Wasalam) Al-Ahya Al-Turath Al-Arabi - Beirut, Sun-e-Isha, at: Na-Maloom: V.1, p: 90, Hadith: 66.